السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی کسی مجبوری کی وجہ سے ماہ رمضان کے کچھ روزے نہیں رکھ سکا، وہ شوال کے روزے کب رکھے، ماہ رمضان کے روزے جو رہ گئے ہیں ان کی قضا کے بعد رکھے گا یا ماہ شوال کے چھ روزے عید کے فوراًبعد رکھنے کی اجازت ہے قرآن وحدیث کے مطابق وضاحت کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ماہ شوال کے چھ روزے رکھنے کے متعلق حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ’’جو شخص رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے روزے رکھ لے۔‘‘ [صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۱۶۴]

ان الفاظ کا تقاضا ہے کہ جس شخص کے رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں تو وہ پہلے رمضان کے روزوں کو پورا کرے پھر وہ شوال کے روزے رکھے۔ مثلاً: کسی نے ماہ رمضان کے چوبیس روزے رکھے اور چھ روزے کسی وجہ سے نہ رکھے جاسکے تو اس نے قضا روزے رکھنے سے قبل شوال کے روزے رکھ لئے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے روزے رکھے ہیں۔ اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے رمضان کے روزے پورے کرے، اس کے بعد وہ شوال کے چھ روزے رکھے۔ اس بنا پر ماہ شوال کے روزوں کی فضیلت اسی صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے کہ وہ پہلے قضا شدہ روزوں کو پورا کرے۔ اس کے بعد ماہ شوال کے روزے رکھے۔ ان کا ثواب اسی صورت میں مل سکے گا جب رمضان کے روزے پورے کرلئے گئے ہوں، البتہ مندرجہ ذیل صورتوں میں قضائے رمضان کو صیام شوال سے مؤخر کیا جاسکتا ہے:

1۔ وہ عورت جسے اندیشہ ہو کہ قضائے رمضان کے روزوں کے بعد اسے ایام سے دوچار ہونا پڑے گا اور شوال کے روزے ماہ شوال میں نہیں رکھے جاسکیں گے۔

2۔ ایک آدمی عید کے بعد چوبیس شوال تک بیمار رہا اب اگر وہ قضائے رمضان کے روزے رکھے تو ماہ شوال ختم ہوجائے گا اور نفلی روزے شوال میں نہیں رکھے جاسکیں گے۔

3۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا عارضہ کسی عورت کو لاحق ہو، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصروفیت کی وجہ سے میں قضائے رمضان کے روزے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھی بہر حال آدمی ایسے حالات میں خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ قضائے رمضان کے روزوں کے بعد اگر اتنے دن باقی بچ جائیں کہ ان میں ماہ شوال کے چھ روزے بسہولت رکھے جاسکیں تو پہلے قضائے رمضان کے روزے رکھے جائیں بصورت دیگر انہیں مؤخر کر کے پہلے شوال کے چھ روزے رکھے جاسکتے ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:241